

شیرِ خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ

ڈاکٹر ساجد خا کوانی

اسلام آباد

انقلاب آفریں اور آہنی قیادت

شیرِ خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اسلام لانے والے اولین لوگوں میں سے ہیں، آپ کی عمر مبارک نو سال کی تھی، جب محسنِ انسانیت ﷺ کے دستِ مبارک پر مشرف بہ ایمان ہوئے۔ مکی زندگی کے نشیب و فراز میں آپ دم بہ دم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ رہے۔ مدینہ میں دامادِ نبی ﷺ کا شرف حاصل ہوا۔ متعدد معرکوں میں دادِ شجاعت کے باعث ”شیرِ خدا“ کا لقب پایا۔ خیبر کی فتح اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے ہاتھ پر عطا کی۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دستِ راست رہے اور امت کے چوتھے خلیفہ کے طور پر قیامت تک مسلمان آپ کو یاد کرتے رہیں گے۔

شیرِ خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ولادت باسعادت ۶۰۳ء مطابق ۱۳ رجب ۳۲ میلادی کو ہوئی، یہ مدت ہجرت مدینہ سے کم و بیش اکیس سال پیشتر بنتی ہے۔ ”علی“ نام رکھا گیا، ”ابوالحسن“ اور ”ابوتراب“ کنیتیں تھیں۔ والدہ ”حیدر (شیر)“ کہہ کر پکارتی تھیں، ”مرضی“ اور ”اسد اللہ“ کے القابات رسول اللہ ﷺ کی طرف سے عطا ہوئے، جبکہ امت آپ کو ”امیر المومنین“ کے خطاب سے یاد کرتی ہے۔

شیرِ خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نجیب الطرفین قریشی و ہاشمی تھے۔ آپ ﷺ کے سگے بچا زاد تھے۔ آپ کی پرورش و نگہداشت و تربیت براہِ راست نبی کریم ﷺ کی زیر نگرانی ہوئی۔ آپؑ کے والد ابوطالب بن عبدالمطلب کثیر العیال اور معاشی طور پر مفلوک الحال تھے، چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ جعفر طیارؓ کی پرورش آپ کریں اور علیؓ کی کفالت میں کرتا ہوں،

اور بے شک اللہ ہی ایسا ہے جو کسی کا محتاج نہیں اور ہر طرح کی تعریف کے لائق ہے۔ (قرآن کریم)

ہے، اس میں خیر و شر سب کھول کھول کر بیان کر دیا گیا ہے۔ تم اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض ادا کرو، تمہیں جنت ملے گی۔ اللہ تعالیٰ نے حرم پاک کو محترم ٹھہرایا ہے۔ مسلمانوں کی جان کو ہر چیز سے زیادہ قیمتی قرار دیا ہے اور مسلمانوں کو خلوص و اتحاد کی تلقین کی ہے۔ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، ماسوائے جس کسی پر کوئی حد شرعی واجب ہو۔ خدا کے بندوں سے معاملہ کرتے ہوئے خدا سے ڈرو، قیامت کے روز زمینوں اور موبیشیوں کی بابت تم سے باز پرس ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کے احکامات کی خلاف ورزی سے بچو۔ جہاں کہیں بھلائی کی بات دیکھو اسے قبول کرو اور جہاں بدی نظر آئے اس سے پرہیز کرو۔“

عنانِ اقتدار سنبھالتے ہی سب سے پہلے جو مسئلہ درپیش ہوا وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص تھا۔ تمام بزرگوں کا اور اُمت کا مطالبہ تھا کہ قاتلوں کو فی الفور سزا دی جائے، شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر جیسے دباؤ بڑھتا گیا، آپ کی مشکلات میں اضافہ ہوتا گیا، کیونکہ خلیفہ ثالث ایک بلوے میں شہید کیے گئے تھے اور بلوے میں اصل قاتل کی تلاش کوئی آسان کام نہیں ہوتا اور خاص طور پر جب سب بلوائی ایکہ کر لیں تو یہ ناممکن ہو جاتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا کہ امن و امان قائم ہونے پر اور حالات معمول پر آنے تک ہی قاتلین عثمانؓ سے قصاص لینا ممکن ہو سکے گا، جبکہ دوسری طرف مدینہ بری طرح بد امنی کا شکار تھا۔ شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بار بار کہنے کے باوجود بلوائی مدینہ طیبہ چھوڑنے پر تیار نہ تھے۔ شام کے گورنر حضرت امیر معاویہؓ نے شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا اور قاتلین عثمانؓ کو ان کے حوالے کرنے کا مطالبہ کیا۔ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مفاہمت کی بہت کوشش کی، لیکن حالات بڑی تیزی سے جنگ کی طرف جا رہے تھے۔ شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ ابھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے معاملہ کرنے کی کوشش میں تھے کہ دوسری طرف ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی قصاص کا مطالبہ کیا اور اپنے لشکر کے ساتھ بصرہ کا رخ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی سپاہ کے ساتھ بصرہ کا رخ کیا، مصالحت کی کوششیں کئی دنوں تک چلتی رہیں اور دونوں لشکر آمنے سامنے خیمہ زن رہے۔ ایک رات گئے صلح جوئی کی کوششیں بار آور ثابت ہوئیں، تمام شرائط طے پا گئیں اور فیصلہ ہوا کہ چونکہ رات بہت بیت چکی ہے، اس لیے صبح کو معاہدہ لکھ لیا جائے گا اور افواج اپنے اپنے علاقوں کو لوٹ جائیں گی۔ قاتلین عثمانؓ جو دراصل دونوں طرف کی افواج میں پھیلے ہوئے تھے، انہیں یہ صلح کسی طور بھی راس نہیں تھی، کیونکہ جس دن امن قائم

اور وہی ہے جس نے تم کو زندگی دی، پھر تم کو موت دے گا، پھر تم کو زندہ کرے گا، واقعی انسان ہے بڑا بے قدر۔ (قرآن کریم)

ہوتا، اسی دن سے ان کی گرفتاری اور قصاص کا عمل شروع ہو جاتا، چنانچہ ایک طے شدہ پروگرام کے تحت اگلے دن دونوں طرف کے بلوائیوں نے جنگ شروع کر دی۔ قائدین سمجھتے رہے کہ فریق مخالف نے رات کے معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے، لیکن حقیقت بہت مختلف تھی۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار تھیں، اسی لیے اس جنگ کو جنگِ جمل کہتے ہیں۔ شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی افواج کو حکم دیا کہ اونٹ کی ٹانگیں کاٹ دی جائیں، اونٹ کے بیٹھنے ہی بصری افواج تترتر ہو گئیں، ان کا پیچھا کرنے، قتل کرنے اور گرفتار کرنے سے شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے منع کر دیا اور بصرہ کی چالیس بزرگ خواتین کے ساتھ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔

جنگِ جمل کے بعد شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کوفہ کو اپنا دار الحکومت بنایا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اطاعت کی دعوت دی اور نہ ماننے پر جنگ کی دھمکی بھی دی۔ ۳۶ ہجری میں دونوں فوجیں آمنے سامنے صف آرا ہو گئیں۔ یہ لڑائی جنگِ صفین کہلاتی ہے، ایک طویل اور تھکا دینے والی جنگ، جس کے دوران گاہے گاہے صلح کی کوششیں بھی جاری رہیں، لیکن بے سود۔ جب شامی افواج شکست سے دوچار ہونے لگیں تو انہوں نے نیزوں پر قرآن اٹھالیے کہ ہمارا تمہارا فیصلہ کتاب اللہ کرے گی، اس پر علوی افواج نے لڑنے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ دونوں طرف سے ثالث مقرر ہوئے، دونوں نے فیصلہ کیا کہ شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں کو معزول کر کے اُمت کے لیے نیا خلیفہ مقرر کیا جائے۔ اعلان کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ثالث حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے طے شدہ فیصلے کا اعلان کیا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ثالث حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کا خلیفہ قرار دے دیا۔ اس موقع پر پھر بزرگانِ امت درمیان میں آگئے اور طے کیا کہ دونوں اپنے اپنے علاقوں پر حکومت کریں، کوئی دوسرے کے معاملے میں دخل نہ دے، چنانچہ دونوں افواج واپس چلی گئیں۔ یہ کشمکش ابھی جاری تھی کہ خوارج نے خروج کر دیا اور شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لیے ایک نیا محاذ کھل گیا۔ خارجی بہت دلیر اور مضبوط عقیدے کے مالک تھے اور جنگ سے ٹلتے نہ تھے، ان کی یہی خوئے شجاعت ہی شہادتِ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا باعث بنی اور ایک خارجی نے آپ رضی اللہ عنہ پر فجر کی نماز میں حملہ کیا، جس کا وارکاری ثابت ہوا اور ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ ہجری کو آپ شہادت سے ہم آغوش ہوئے۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے جنازہ پڑھایا اور لاش کی بے حرمتی کے خوف سے نامعلوم مقام پر دفن کیا۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک ۶۳ برس تھی اور مدتِ خلافت ۴ سال اور ۹ ماہ ہے۔

اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان قیامت کے روز (عملی) فیصلہ فرماوے گا جن چیزوں میں تم اختلاف کرتے تھے۔ (قرآن کریم)

آپ نے نظامِ خلافت میں کئی اصلاحات کیں، عمال کے محاسبے کے فاروقی نظام پر سختی سے عمل درآمد کروایا، رات کو شہروں کا گشت اپنا معمول بنایا اور بہت سی فوجی اصلاحات بھی کیں، لیکن چونکہ آپ کا سارا دور شورشوں اور بغاوتوں سے بھرا ہوا تھا، اس لیے آپ کو کھل کر اپنی صلاحیتیں استعمال کرنے کا موقع نہ ملا۔ علم و فضل، امانت و دیانت اور زہد و تقویٰ آپ کی پہچان نہیں، بلکہ آپ ان سب صفاتِ جمیلہ کی پہچان ہیں۔ اُمتِ مسلمہ ہمیشہ آپ کی گرویدہ رہی ہے اور کل اُمتِ خلیفہ راشدہ کی حیثیت سے آپ کی پیروی کا رہے۔ علماء کے مطابق صرف و نحو کے علم کے بانی حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی ہیں، شروع میں یہ ایک ہی علم تھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سب سے پہلے اس علم کی مبادیات کا تعین کیا تھا۔ حضرت فاطمہؓ کے ہوتے ہوئے حضرت علیؓ نے مزید کوئی شادی نہیں کی تھی، بی بی صاحبہؓ کے بعد پھر آپ نے متعدد نکاح کیے۔ آپ کی کل اولاد کی تعداد باختلاف ۲۷ تک پہنچتی ہے۔ حضرت بی بی فاطمہؓ کے بطن سے چلنے والی نسل ”فاطمی“ اولاد کہلاتی ہے، جب کہ دیگر زوجات والے ”علوی“ کہلاتے ہیں۔ آپ کی نسل سے بعض نے حکومت بھی کی، لیکن زیادہ تر اپنے اجداد سے کسب کرتے ہوئے فقیرانہ زندگی پر قانع رہے، چنانچہ تصوف کے کم و بیش تمام سلسلے اولادِ علیؓ سے ہوتے ہوئے حضرت علیؓ پر ہی ختم ہو جاتے ہیں اور یہ حضرت کا اصل فیض ہے جو تا قیامت جاری رہے گا۔ واقعہً کر بلا میں آپ کی اولادِ مبارکہ ایک بہت بڑے سانچے سے دو چار ہوئی، لیکن اہل بیتؓ کی یہ قربانیاں دین کی حیاتِ ابدی کا باعث ہیں۔

